OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.8 Issue 9 June 2021

سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کا کشمیر میں متصوفانہ ورود۔تاریخی مطالعہ

Mystical Arrival of Sayyed Ali Hamadani in Kashmir-A historical Study

Dr. Samiullah
Assistant Professor, Department of Arabic, University of Education, Lahore.

Ghulam Mustafa
Scholar, Departement of Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore.

Abstract: Though Islam reached Kashmir earlier but it was Syed Ali Hamadani who preached Islam and succeeded to get the Kashmiri people into the fold of Islam in mass. He was renowned as Shah-e-Hamadan, born in Iran in 1314 AD. His preaching influence ranged from Tibet, Turkistan, Balkh, Syria, Baghdad, Rome, Kashmir, Baltistan, Afghanistan, Iran and beyond. He graced Kashmir thrice. He was initiated by Sheikh Mazdaqani and Sheikh Dausi was bestowed with Khilafat. He started Kibrviah order in Kashmir. He wrote more than 100 books in Arabic and Persian. He breathed his last in 686 AH and was buried in Khatlan.

برصغیر میں اشاعتِ اسلام کا بنیادی کردار صوفیا کرام کا ہے۔ برصغیر کے زیادہ تر حصے خصوصاً کشمیر میں اسلام کی اشاعت صوفیائے کرام کی دعوت اور اُن کے حسن سلوک سے ہوئی۔ برصغیر خصوصاً کشمیر میں اشاعت اسلام صوفی بزرگ اور شاعر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کے سر ہے جنھیں شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ کی دعوت و تحریک کا دائرہ اثر میں تبت، ترکستان، بلخ، شام، بغداد، روم، کشمیر، بلتستان، تاجکستان، افغانستان، ایران اور ماوراءالنہر کے کئی اور مردم خیز علاقے شامل ہیں۔

میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۷۱۴ھ / ۱۳۱۴ء میں ایران کے شہر ہمدان میں پیدا ہوئے۔(۱) آپ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آل سے ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب حسبِ ذیل ہے:

سید علی بن سید شہاب الدین بن سید محمد بن علی حسن بن سید یوسف بن سید شرف بن سید محب اللہ بن سید محمد بن سید جعفر بن سید عبداللہ بن محمد بن سید علی حسن بن سید حسین بن سید جعفر الحجہ بن سید عبداللہ زاہد بن سید اصغر بن سید علی الملقب بہ زین العابدین بن سید شباب اہل الجنۃ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بن سیدنا علی المرتضی اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ۔(۲)

آپ کا خاندان سادات ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب اہل علم و عرفان تھا، بریں بنا حضرت امیر کبیر رحمہ اللہ کو ماں کی گود سے ہی مدرسہ و خانقاہ کا ماحول ملا، آپ کا ننھیالی خاندان بھی اہلِ علم و عرفان تھا، آپ کے ماموں حضرت سید علاؤالدولہ سمنانی رحمہ اللہ بھی اپنے وقت کے اولوالعزم اور یکتائے زمانہ شیخِ طریقت تھے۔ انہی سے ابتدائی علوم حاصل کیے، علم حدیث آپ نے شیخ نجم الدین محمد بن احمد الاذکانی رحمہ اللہ سے حاصل کیا، شیخ علاؤالدولہ سمنانی رحمہ اللہ نے آپ کی مخفی صلاحیت اور جوہر کو بھانپ کر علوم سے فراغت کے بعد حضرت امیر رحمہ اللہ کو اپنے تربیت یافتہ مرید شیخ علی الدوسی رحمہ اللہ کے پاس بھیجا تاکہ آپ کی روحانی تربیت ہو، ان کے علاوہ بھی بہت سے مشائخ سے علوم ظاہری اور باطنی میں کسبِ فیض کیا۔

آپ کے مشائخ کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ مشائخ کی کثرت، ان کی تربیت اور توجہ کی برکت تھی کہ آپ کی نسبت حد درجہ قوی تھی جو آپ کی تعلیمات اور معمولات کی مقبولیت اور تاثیر سے عیاں ہو رہی ہے۔

جعفر بدخشی رحمہ اللہ کی ''خلاصۃ المناقب'' میں لکھا ہے کہ سید علی ہمدانی رحمہ اللہ نے اپنے شیوخ حدیث کبار کے اسماء والقاب معارف وعلوم کے سرادق میں آنے والوں کی معلومات کے لیے اپنے خط مبارک سے ثبت فرمائے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

شیخ محمود مزدقانی، شیخ علی دوسی، اخی محمد حافظ، اخی محسن، اخی حسین، شیخ جبرائیل کردی، شیخ خالد، شیخ ابو بکر طوسی، شیخ نظام الدین غوری، شیخ شرف الدین، شیخ اثیر الدین، شیخ نجم الدین ہمدانی، شیخ محی الدین لنکانی، شیخ محمد اذکانی اسفرائنی، شیخ محمد مرشدی، شیخ عبداللہ مطری، شیخ مرادا گریدوزی، شیخ عمر برکانی، شیخ عبداللہ سفالی، شیخ ابو بکر حربہ، شیخ بہاؤالدین قمکندی، ش یخ عزالدین جتائی، شیخ بہاؤالدین ساغرجی، شیخ شرف الدین منیری، شیخ رضی الدین اوچی، شیخ ابو سعید حبشی، شیخ زین الدین المغربی، شیخ عوض علاف، شیخ ابو القاسم تخطوی، شیخ عبدالرحمن مجذوب، شیخ محمد محمود مجذوب، شیخ حسن بن مسلم، شیخ عمادالدین تکاہی، شیخ عمر، شیخ ابو حرمہ، شیخ علی مصری، شیخ ابوالفرح طرطوسی۔(۳)

حضرت امیر کبیر کے مرید وشاگرد وخلیفہ حضرت جعفر بدخشی رحمہ اللہ کے مطابق آپ تین مرتبہ وادیٔ کشمیر میں دعوتِ اسلام اور اصلاح انسانیت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے سلطان شہاب الدین (عہد حکومت ۷۶۰ھ۔۷۷۹ھ) کے عہد میں ۷۷۴ھ(۴) اور بعض روایات میں ۷۷۵، خطۂ کشمیر کی طرف ہجرت فرمائی آپ اپنے ساتھ ۷۰۰ سادات وکامل مریدین ہمراہ لائے، جو کہ مختلف علوم وفنون اور صنعت وحرفت کے ماہر بھی تھے۔ جو راتوں کو جاگنے والے اور دن کو تبلیغ اور لوگوں کی خدمت کرنے والے تھے، آپ کی آمد خطہ کشمیر کے لیے انقلاب انگیز ثابت ہوئی۔ جہاں آپ نے اہل کشمیر کو ایمان وعقیدے کی لازوال دولت سے سرفراز کیا، وہاں مختلف عظیم صنعتوں سے ان کو مستفید کیا۔ اہل کشمیر کے ظاہری وباطنی حسن وجمال میں حضرت سید رحمہ اللہ اور ان کے رفقا کا گہرا اثر ہے، کشمیر میں اسلام تو اس سے پہلے پہنچ چکا تھا لیکن اس کو بے پناہ وسعت اور قبولیت حضرت شاہ ہمدان رحمہ اللہ کے دور میں ہی ملی اور علاقہ لداخ، کرگل، بلتستان جو کہ اس وقت تبت خرد کہلاتا تھا، اس خطے کو آپ نے مشرف بہ اسلام کیا، اور والیٔ کشمیر سلطان شہاب الدین بھی آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوا۔ روایات کے مطابق آپ نے اپنے قیام کشمیر کے دوران میں ہندوستان کے کئی علاقوں نیز سراندیب کا سفر بھی کیا۔(۵)

سلطان قطب الدین (عہد حکومت ۷۸۰-۷۹۶ھ) کے عہد کا ذکر کرتے ہوئے ''مختصر تاریخ کشمیر'' کا مصنف امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کا کشمیر میں قطب الدین کے عہد میں ورود دو بار ذکر کرتا ہے:

''اُس (سلطان قطب الدین) کا اصلی نام ہندال تھا۔ قطب الدین پورہ اسی کا بناہوا ہے۔ ۱۴۳۶ بکرمی میں کشمیر میں سیلاب آیا۔ جس سے بیس ہزار عمارتیں برباد ہوگئیں۔ اس کے زمانے میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ دو مرتبہ رونق افزائے کشمیر ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۷۸۱ء میں سات سو کے قریب سادات کے ہمراہ جب کہ چھ مہینے قیام کیا اور دوسری مرتبہ ۷۸۵ھ میں۔ جب کہ کشمیر میں اورادِ فتحیہ پڑھنے کی عام اجازت عطا کی۔ شاہ ہمدان رحمہ اللہ ۷۸۶ھ میں رحلت فرما گئے۔ اور ختلان میں آسودہ ہیں۔ ان کے تبرکات ابھی تک خانقاہ معلی سری نگر میں موجود ہیں۔ جہاں انھوں نے اپنے قیام کے دوران ایک حجرہ تعمیر کرایا تھا۔''(۶)

اہل کشمیر حضرت امیر کبیر رحمہ اللہ کی ذات سے نہایت عقیدت رکھتے ہیں، آپ نے بلتستان کے راستہ سے یار قند، چین کا بھی سفر فرمایا۔ کشمیر سے باہر عموماً آپ کا سفر بدخشان وتاجکستان کی طرف ہوتا تھا کیوں کہ ختلان میں آپ کی بیٹی آپ کے اپنے سب سے قریبی اور بااعتماد مرید وخلیفہ حضرت خواجہ سید اسحاق ختلانی سے بیاہی گئی تھی،(۷) کولاب (روس) ان کا وطن تھا۔ یہیں پر آپ نے خانقاہ اور مسجد آباد کر رکھی تھی، حضرت خواجہ اسحاق ختلانی کے بچپن سے آپ کا ختلان (کولاب) میں آنا جانا اور تعلقات قائم تھے۔

سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد آپ کو شیخ محمود عبداللہ المزدقانی اور شیخ تقی الدین علی الدوسی نے خطِ ارشاد اور خلعتِ خلافت سے مشرف فرمایا، یہ دونوں شیوخ شیخ علاء الدین ولد احمد بن محمد سمنانی رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ آپ کے سلاسل طریقت کے حوالے سے نفحات الانس میں یوں لکھتے ہیں:

''سید علی ہمدانی رحمہ اللہ نے طریقت کا اکتساب قطبِ وقت تقی الدین علی الدوسی رحمہ اللہ سے کیا ہے۔ جب شیخ تقی الدین رحمہ اللہ رحلت فرما گئے تو پھر شیخ شرف الدین محمود رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا اور کہا کیا حکم ہے۔ انھوں نے توجہ کی اور کہا حکم یہ ہے کہ جہان کے گرد پھرے۔ تین دفعہ تمام دنیا کا سیر کیا اور ۱۴۰۰ اولیوں سے اور چار سو ولیوں کو ایک مجلس میں پایا۔''(۸)

سلسلہ کبرویہ کے بانی خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمہ اللہ (۵۶۳ھ) کے خلیفہ ابوالجناب احمد بن عمر مشہور بخواجہ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ (۶۱۰ھ) ہیں۔ خواجہ نجم الدین کبریٰ کا وطن خوارزم تھا، تصوف وطریقت میں عالی مرتبہ رکھتے تھے۔ برصغیر ہندوستان میں سلسلہ کبرویہ تین مشائخ سے پھیلا ان میں سب سے اعلیٰ نسبت حضرت سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کی ہے، ان کے ذریعے اس سلسلہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' میں یوں لکھتے ہیں:

''آپ (خواجہ نجم الدین کبریٰ) کا طریقہ 'طریقہ کبرویہ' کہلاتا ہے، یہ تین طریقوں سے ہندوستان پہنچا۔ ایک امیر سید علی بن الشہاب ہمدانی کشمیری (متوفی ۷۸۶ھ) کے ذریعہ جو شیخ شرف الدین الحمود بن عبداللہ المزوقانی کے خلیفہ تھے، ان کو شیخ علاء الدین سمنانی سے اجازت تھی، اور وہ تین واسطوں سے خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ سے اجازت رکھتے ہیں۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۷۷۳ یا ۷۸۰ھ میں کشمیر تشریف لائے اور ان کی تبلیغ اور مساعی جمیلہ سے کشمیر کی بیشتر آبادی مسلمان ہوئی۔ یہ سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ کشمیر میں گیارھویں صدی تک سرسبز رہا، اس سلسلہ کے ایک بڑے شیخ مولانا یعقوب صرفی کشمیری (۱۰۰۳ھ) تھے جو اپنے زمانہ میں حدیث وتفسیر کے ایک بڑے عالم علامہ ابن حجر، ہیتمی مکی کے تلامذہ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں، یہ سلسلہ کشمیر میں ابھی تک زندہ اور موجود رہا ہے۔''(۹)

چوں کہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کبرویہ سے تھے، اسی لیے انھوں نے کشمیر میں بھی سلسلہ کبرویہ کو رواج دیا۔ شمس الدین احمد اس حوالے سے اپنی تحقیق کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

حضرت شاہ ہمدان رحمہ اللہ نے سلسلہ کبرویہ کو کشمیر میں رواج دیا۔ آپ خود اس سلسلے سے تھے۔ یہ سلسلہ بھی مختلف مشائخ کے توسط سے رسولِ خدا ﷺ تک پہنچتا ہے۔ اس سلسلے میں ساز وسماع کی شنوائی بھی ہوتی ہے لیکن پابندی نہیں ہے، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ شریعت کی رو سے وجد ورقص ناجائز ہے لیکن ایک عاشقِ حقیقی کے لیے یہ ایک ایسا درد ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور ایک ایسا زخم جو مرہم پٹی سے ٹھیک نہیں ہوتا۔''(۱۰)

میر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کے کشمیر آمد کے بعد کشمیر میں دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ خانقاہ و مدرسہ بھی قائم کیا جسے سلاطین کشمیر کی بھی سرپرستی رہی، مختصر تاریخ کشمیر کا مصنف اس حوالے سے لکھتا ہے:

"کشمیر میں اسلام کی ترویج واشاعت کے بعد سلاطین کشمیر کی سرپرستی میں علم وادب کے میدان میں نمایاں ترقی حاصل ہوئی۔ سلطان شہاب الدین کے عہد میں حضرت میر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ (شاہِ ہمدان) کے ایماء پر مدرسۃ القرآن قائم کیا گیا۔ جہاں قرآن، حدیث وغیرہ کی تعلیم دی جانے لگی"(۱۱)

آپ کے مشائخ طریقت و شریعت کی تعداد بے شمار ہے، لیکن جو سلسلہ آپ نے اور آپ کے خلفا کرام نے بکثرت بیان کیا ہے، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی نے "الانتباہ فی سلاسل اولیا اللہ" میں یہ سلسلہ حسب ذیل ترتیب سے لکھا ہے:

(۱)امیر کبیر سید علی ہمدانی　　(۲) شیخ شرف الدین محمود مزدقانی
(۳)عبدالرحمن اسفرائنی　　(۴) شیخ جمال الدین احمد ذاکر جوزجانی
(۵) شیخ رضی الدین　　(۶) شیخ نجم الدین کبریٰ
(۷)حضرت شیخ عمار یاسر　　(۸)حضرت شیخ ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی
(۹)حضرت شیخ احمد غزالی　　(۱۰)حضرت شیخ ابو بکر
(۱۱)حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی　　(۱۲)حضرت شیخ ابو عثمان مغربی
(۱۳)حضرت خواجہ علی الکاتب　　(۱۴)حضرت خواجہ ابو علی روزباری
(۱۵)حضرت خواجہ جنید بغدادی　　(۱۶)حضرت خواجہ سری سقطی
(۱۷)حضرت خواجہ معروف کرخی　　(۱۸)حضرت سیدنا امام علی الرضا
(۱۹)حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم　　(۲۰)حضرت سیدنا امام جعفر صادق
(۲۱)حضرت سیدنا امام محمد الباقر　　(۲۲)حضرت سیدنا امام علی زین العابدین
(۲۳)ریحانۃ النبی سیدنا حسین　　(۲۴)امیر المومنین امام الاولیاء حضرت سیدنا علی المرتضیٰ

خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضرۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ (۱۲)

آپ عقیدتاً اہلسنت والجماعت کے امام تھے اور فروع میں امام شافعی کے متبع و مقلد تھے لیکن کشمیر میں آپ فقہ حنفی کے طریقۂ شریعت کی تعلیم دیتے۔ کشمیر میں حنفی طریقۂ شریعت کے حوالے سے شمس الدین احمد لکھتے ہیں:

''شاہ ہمدان، سنی مسلک کے شافعی طریق پر تھے۔ اگرچہ آپ نے کشمیری مسلمانوں میں حنفی طریقۂ شریعت کو رواج دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ سے پہلے جو نو مسلم کشمیر میں موجود تھے وہ حنفی ہی تھے اس لیے آپ نے دینی مصلحتوں کے پیش نظر اسی طریق کو رواج دیا تاکہ تبدیلی مسلک سے نو مسلموں میں تزلزل پیدا نہ ہو جائے۔''(۱۳)

آپ کے بعد آپ کے علوم و معارف کے علمبردار خلفاء کئی ایک ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں: حضرت شاہ اسحاق ختلانی، حضرت میر سید محمد ہمدانی، حضرت سید میر حسین سمنانی، حضرت سید سلیمان کشمیری، حضرت نور الدین جعفر بدخشی، حضرت سید کمال الدین ثانی، حضرت سید جمال الدین، حضرت سید جلال الدین، حضرت سید بہاالدین، حضرت سید فخر الدین، حضرت سید قوام الدین، حضرت سید فیروز المعروف سید جلال، حضرت سید کمال الدین، حضرت سید محمد، حضرت سید محمد کاظم، حضرت حاجی حافظ محمد، حضرت سید محمد کبیر بیہقی، حضرت شیخ محمد قریشی، حضرت میر اشرف سمنانی، حضرت مخدوم اشرف ملتانی رحمھم اجمعین۔(۱۴)

میر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ نے ایک موثر مبلغ کی حیثیت سے ایک سو سے زاید عربی اور فارسی میں کتابیں، خطوط اور رسالے تالیف کیے، تاہم ''تحائف الابرار'' میں آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک سو ستر مندرج ہے۔ آپ کی بیشتر کتب کے موضوعات اخلاق و سیاسیات، تصوف و عرفان، شریعت و طریقت، فلسفہ و کلام اور شعر و ادب ہیں۔ آپ کی تصانیف میں ذخیرہ الملوک، دعوات صوفیہ امامیہ، رسالہ ذکریہ، رسالہ داؤدیہ، رسالہ نوریہ، رسالہ مکتوبات، در معرفت صورت و سیرت انسان، در حقائق توبہ، رسالہ در معرفت مذاہب اہل تصوف، منازل السالکین، اوراد فتحیہ، قصیدۂ نعتیہ، مشارب الاذواق، شرح اسماء الحسنیٰ اور دیگر شامل ہیں۔ ڈاکٹر سید از کیا ہاشمی آپ کی تصنیفات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کی تصنیفات کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ان کی ذات گرامی میں ایک صاحب اسلوب مصنف اور ادیب کی تمام صلاحیتیں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

انھیں باطنی کمالات کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری میں بھی بلند مرتبہ حاصل تھا۔ اپنے دور کے مروج علوم کو محنت واہتمام سے پڑھا تھا۔ اگرچہ فطری مناسبت اور نسبت باطنی کے اثر سے باطنی اشغال میں انہماک زیادہ رہتا تاہم اس کے باوجود علم وادب سے مناسبت اور علمی ذوق آخر تک قائم رہا۔ علم ظاہر و باطن کی جامعیت، اخلاص، تفکر اور ریاضت ومجاہدات کی بناء پر آپ کو ان علوم اور حقائق ومعارف سے حصہٗ وافر ملا جو اولیاء کاملین اور کبار مخلصین کو ملا کرتا تھا اور جو صفائے باطن، طہارت اخلاق اور اخلاص کا نتیجہ ہے اور جسے اہل تصوف علوم لدنیہ سے تعبیر کرتے ہیں"۔(۱۵)

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر کے مذہبی وثقافتی میدان میں جو انقلابی تبدیلیاں رونما کیں، علامہ اقبال رحمہ اللہ آپ کی شخصیت اور آپ کی خدمات سے بہت متاثر تھے۔ 'سید السادات' کے لقب سے یاد کرتے علامہ اقبال رحمہ اللہ اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

سید السادات سالار عجم — دست او معمار تقدیر امم!
تا غزالی درس اللہ ھو گرفت — ذکر وفکر از دودمان او گرفت!
مرشدِ آں کشورِ مینو نظیر — میر ودرویش وسلاطین را مشیر!
خطہ را آں شاہِ دریا آستیں — داد علم وصنعت وتہذیب ودیں
آفرید آن مرد ایرانِ صغیر — باہنر ھائے غریب ودلپذیر
یک نگاہِ او گشاید صد گرہ — خیز وتیرش را بہ دل راہی بدہ(۱۶)

سید علی ہمدانی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء نے کشمیر میں مذہبی وثقافتی میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ ایرانی مبلغین اور ہنرمند دین ودنیا کے تقاضوں سے باخبر تھے۔ کشمیر کی صوری اور معنوی ترقی میں ان مبلغین کے کردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سادات اپنی پرہیزگاری اور تقویٰ شعاری کے قوی رجحان کی وجہ سے لوگوں کے رُشد وہدایت کے اہم ترین کام میں لگ گئے تھے۔ کشمیر کی مجموعی زندگی پر ساداتِ کرام کا اثر اُن کے علم وتقویٰ، انسان دوستی، ہم دردی، آخرت پسندی، دیانت، حلال خوری، بے نفسی اور روحانی فضیلت اور برتری کی وجہ سے پڑا۔ سید علی ہمدانی رحمہ اللہ اور ان

کے رفقا کی مذہبی اور ثقافتی کاوشوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ ڈاکٹر خواجہ زاہد عزیز اس حوالے سے اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

> ''ایران اور کشمیر کے روحانی روابط کا سب سے بڑا ذریعہ میر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ ہی ہیں۔ آپ ایک عظیم داعی اسلام تھے۔ آپ کو امیر کبیر، علی ثانی اور شاہ ہمدان کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے خطہ کشمیر کو نور اسلام سے منور فرما کر احسان عظیم کیا۔ اسی لیے آپ حواری کشمیر بھی کہلاتے ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت میں تطبیق پر کاربند بزرگ تھے۔ آپ نے کشمیر میں تبلیغ دین اسلام کا ایک باقاعدہ نظام قائم کیا۔''(۱۷)

سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کی آمد سے پہلے اگرچہ اسلام انفرادی صورت میں کشمیر میں پہنچ چکا تھا، لیکن کشمیر کی ایک بڑی اکثریت کو اپنے روحانی اثر سے دائرہ اسلام میں لانے کا سہرا حضرت موصوف کے سر ہے۔

پوری زندگی اشاعتِ اسلام کے لیے گزاری، حج کی نیت سے کشمیر سے براستہ پکھلی (کُنہار) کثیر احباب کے ساتھ سفر کرتے ہوئے نوکوٹ کے مقام پر پہنچے، علاقے کے والی سلطان محمد نے ٹھہرنے کے لیے اصرار کیا چند دن کا قیام ہوا۔ اسی دوران پرانے زہر کا اثر عود کر آیا اور شدید علیل ہوئے اور یہیں ہی ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ کو انتقال فرما گئے۔ وقتِ رحلت آپ کی زبانِ مبارک ذکر میں مصروف تھی، مقامی احباب نے یہیں دفن کا اصرار کیا، اہلِ کشمیر نے واپس کشمیر لے جانے پر اصرار کیا۔ لیکن بالآخر قوام الدین بدخشی کے آپ کی وصیت وخواہش کے بیان پر آپ کو ختلان لے جایا گیا، جہاں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا آپ بکثرت ذکر کرتے تھے، آپ کی تاریخ وفات بھی اسی سے نکلتی ہے۔ اورادفتحیہ آپ کے معمولات کا مجموعہ ہے، جو کہ آج بھی کشمیر اور پاک وہند کے دیگر علاقوں، خانقاہوں میں پڑھا جاتا ہے۔(۱۸)

سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند میر محمد ہمدانی قدس سرہ ۷۹۶ھ میں دیگر سادات اور علماء کے ساتھ کشمیر تشریف لائے تو سلطان سکندر نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے مرید ہو گئے، اس کے بعد سلطان سکندر نے اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے خانقاہ معلی اور جامع مسجد کو تعمیر کرایا۔ اُن دنوں خانقاہ معلی صرف ایک منزلہ

تھی۔ خانقاہ کی تعمیر ۷۹۹ھ میں مکمل ہوئی۔ چونکہ سلطان سکندر نے کئی مقامات پر بت خانوں کی جگہ مسجدیں تعمیر کروائیں، اس لیے اسے سلطان بت شکن بھی کہتے ہیں۔ میر محمد ہمدانی رحمہ اللہ ۲۲ سال کی عمر میں کشمیر آئے اور ۲۲ سال یہاں رہ کر واپس گئے۔(۱۹)

حوالہ جات وحواشی

(۱) ڈاکٹر نصرت نثار، 'کشمیر میں میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں سماجی شعور، معارف ہجویریہ ۷، سلسلۂ مطبوعاتِ مسند ہجویری ۱۲، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۸ء، ص۳۹

(۲) سید نفیس الحسینی، ریحانِ عترت، لاہور: سید احمد شہید اکادیمی، اشاعت اوّل ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء، ص۲۸۵-۲۸۶

(۳) ریحان عترت، ص۲۸۷

(۴) محمد سیف الدین پنڈت کشمیری، مختصر تاریخ کشمیر 'ترجمہ تاریخ جدولی کشمیر موسومہ بہ موجز التاریخ ۱۳۲۴ھ، مترجم محمد امین پنڈت، سری نگر: مرکنٹائل پریس، ۱۹۶۲ء، ص۱۱۲

(۵) ریحان عترت، ص۲۸۷-۲۸۸

(۶) مختصر تاریخ کشمیر، ص۱۱۲

(۷) ابوالحسن شریف اللہ الکوثری، حضرت شاہِ ہمدانی رحمہ اللہ اور ان کے مشائخ، سکردو: جامعہ اسلامیہ، ص۱۱۰

(۸) نفحات الانس، مولانا عبدالرحمن جامی، ترجمہ: سید احمد علی نظامی، لاہور: شبیر برادرز، ص۴۷۳

(۹) سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ، تاریخ دعوت وعزیمت، کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، جلد۳، ص۱۸۹

(۱۰) ماہنامہ 'شیرازہ'، شاہِ ہمدان نمبر، سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، جلد۳۵، شمارہ ۱-۳، سال ۲۰۰۰ء، ص۱۳

(۱۱) مختصر تاریخ کشمیر، ص۵-۶

(۱۲) مولانا مفتی عطاء الرحمن قاسمی، مجموعہ رسائل شاہ ولی اللہ، دہلی: شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، ۲۰۱۵ء، جلد۶، ص۲۹۵-۲۹۶، ریحان عترت، ۲۹۰

(۱۳) شیرازہ، شاہِ ہمدان نمبر، ص۱۴

(۱۴) حضرت شاہِ ہمدان رحمہ اللہ اور ان کے مشائخ، ص۱۰۷

(۱۵) اورینٹل کالج میگزین، جلد ۶۷، عدد ۱-۲، مسلسل شمارہ ۲۵۹-۲۶۰، سال ۱۹۹۴ء، بشمولہ مضمون 'شاہ ہمدان کے اسلوب تصانیف کا تحقیقی جائزہ'، ص ۴۱

(۱۶) علامہ اقبال، جاوید نامہ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۲، ص ۱۸۵

(۱۷) اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۱، شمارہ ۱، سال ۲۰۱۶ء، بشمولہ مضمون میر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ کی کشمیر میں مذہبی وثقافتی خدمات، ص ۱۸۶

(۱۸) حضرت شاہ ہمدان رحمہ اللہ اور ان کے مشائخ، ص ۱۰۷

(۱۹)　مختصر تاریخ کشمیر، ص ۱۱۳